جمیل الدین عالی

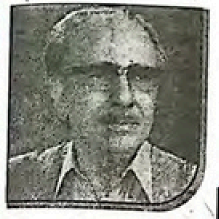

پیدائش: ۱۹۲۶ء

وفات: ۲۰۱۵ء

ملّی نغمہ ''جیوے جیوے پاکستان'' کے خالق جمیل الدین عالی دِلّی میں پیدا ہوئے۔ دلّی سے بی اے کرنے کے بعد عملی زندگی کا آغاز وزارتِ تجارت میں اسسٹنٹ کی حیثیت سے کیا۔ بعد میں مقابلے کا امتحان پاس کیا اور انکم ٹیکس افسر مقرر ہوئے۔ ایوانِ صدر میں بھی بطور افسر بکارِ خاص خدمات سرانجام دیں۔ وزارتِ تعلیم سے بھی منسلک رہے۔ کاپی رائٹ رجسٹرار اور نیشنل پریس ٹرسٹ کے سیکرٹری بھی رہے۔ ۱۹۶۱ء میں یونیسکو کی فیلوشپ ملنے کے بعد مختلف ممالک کی سیاحت کی۔ پاکستانی مندوب کی حیثیت سے بھی کئی ممالک کے دورے کیے۔ رائٹرز گلڈ کے قیام کے بعد اس کے اعزازی مرکزی سیکرٹری اور سیکرٹری جنرل بھی رہے۔ انجمنِ ترقّیٔ اردو کے مرکزی رکن اور معتمد اعزازی رہ چکے ہیں۔ روزنامہ جنگ میں ان کا کالم باقاعدگی سے چھپتا رہا ہے۔

ان کے سفرناموں کے بارے میں ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں: ''جمیل الدین عالی نے تماشا میرے آگے اور ''دنیا میرے آگے'' میں سفر کے فوری تاثر کو اخباری کالم میں سمیٹ لیا۔ انھوں نے ادب کے کلاسیکی پس منظر کو زندگی کے موجودہ مناظر سے مربوط کیا۔ ان سفرناموں میں مصنّف خودنگر و خداوندِ خودی بن کر ظاہر ہوتا اور مشرقی درویشی کا بھرم قائم رکھتا ہے۔''

تصانیف: اے میرے دشتِ سخن، دُعا کر چلے، صدا کر چلے، انسان، لاحاصل، تماشا مرے آگے اور دنیا مرے آگے وغیرہ

روم: زندہ شہر اور مُردہ شہر

''اگر آپ نے رومی پراٹھا نہیں کھایا تو کچھ نہیں کھایا''۔ اطالوی سینوریتا، مالک ہوٹل ووڈ کاک نے فرمایا۔ میں دل ہی دل میں ہنسا۔ یہ ہمیں پراٹھا کھلائیں گی۔ ارے مائی! اپنا تو کلچر ہی پراٹھا کلچر ہے، مگر اطالوی پراٹھا تو غضب کا نکلا۔ اس کا اصل نام ہے پیتسا (پ ی ت سا) جو انگریزی میں پی زا (Pizza) بولا جاتا ہے۔ میدہ گوندھ کر یہ چوڑی نان بنائی، پھر انڈا ملا، ٹماٹر لیپا، پیاز پوتی، ادرک، کالی مرچ نمک، پسا ہوا گوشت چھڑکا اور تندور میں رکھ دیا۔ کچھ تندور بجلی کے ہوتے ہیں، کچھ اصلی تے وڈے پاکستانی تندور ہوتے ہیں۔ دہکتے ہوئے تندور، جو آن کی آن میں مٹّی کو کندن بنا سکتے ہیں۔

اب اس آنچ میں تپ کر جو رومی پراٹھا یا پیتسا نکلتا ہے، اسے اسی وقت کھا لیجیے۔ زبان ذرا سی جلے گی، مگر وہ مزا ہی کیا جس میں جلنا نہ پڑے۔ ٹھنڈا ہوا اور سارا مزا کافور ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے آٹے میں لئی مِلا کر کھا رہے ہیں، کیونکہ انڈے، گوشت، ٹماٹر سب ٹھنڈے ہو کر ہمواری اور یکسانیت اختیار کر لیتے ہیں۔ ہاں! اتنا ضرور ہے، پیتسا کو بار بار گرم کر کے کھایا جا سکتا ہے۔

پیتسا اٹلی کی سب سے سستی اور بقولِ کسے تگڑی غذا ہے۔ ایک پراٹھا بمشکل کھایا جاتا ہے۔ اپنے جیسوں کا پیٹ آدھے میں بھر جاتا ہے۔ اس لیے قیمتیں بھی ٹکڑوں کے حساب سے ہیں۔ ضروری نہیں کہ پورا پراٹھا مول لیا جائے، پونا بلکہ پاؤ بھی ملتا ہے۔ امرا اسے اضافی ڈش کے طور پر کھاتے ہیں، جیسے ہمارے امرا کے دسترخوان پر کئی کئی کھانے ہوتے ہیں اور پتا نہیں چلتا کہ:

کیا چیز ہے بنیادی

اور یہ اسپاگیتی ہے، اس پا گے تی، جسے یہاں کے انگریزی دان اسپاگیٹی (Spaghetti) وغیرہ

کہتے ہیں۔ حالانکہ سویاں کہہ سکتے ہیں. موٹی موٹی، لمبی ہوتی ہیں کہ روم سے کراچی تک بحری تار کا سلسلہ قائم کرنے میں کام آئے۔ چمچے، کانٹے، چھری، تینوں کی مدد سے کھانا پڑتا ہے۔ ہلکے مکھن کے سالن میں سیر سیر بھر، موٹی موٹی، لمبی لمبی سویاں ایک بڑا سا پتیسا اور آس پاس نہایت اطمینان سے لپ لپ کھاتے ہوئے ماہرین، جو

کن انکھیوں سے میری بے بسی کو دیکھتے جاتے ہیں

اطالوی لنچ کھانے کے بعد قیلولہ ضرور کرتے ہیں۔ یورپ کے انتہائی شمال میں ہونے کی وجہ سے یہ ملک یورپیوں کے بقول: ''گرم ہے''۔ میدے کا کھانا کھا کر یوں بھی نیند آتی ہے۔ چنانچہ ایک بجے دوپہر سے چار بجے سہ پہر تک کاروبار تقریباً بند رہتا ہے۔ لنچ ٹائم چار بجے ختم ہوتا ہے تو یار لوگ دو دو گھنٹے اور کام کرتے ہیں، مگر ان دو گھنٹوں میں بھی پندرہ منٹ چائے کے وقفے کے نام پر آدھ پون گھنٹے گپ اور آرام فرماتے ہیں۔

چھے بجے اوقاتِ دفتر ختم ہوئے اور:

ع پھر موج ہوا پیچاں اے میرؔ نظر آئی

مگر میں ابھی اس موج کے پیچوں سے پوری طرح واقف نہیں ہوا۔ اکیلا آدمی کب تک گھومے، کہاں کہاں گھومے اور سب سے بڑی دقت: زبانِ یار جوتر کی ہے، اس کا کیا علاج۔ ''دو دن میں اطالوی سیکھ''۔ بار بار پڑھی، بلکہ ہر وقت جیب میں رہتی ہے مگر کچھ خاص کام نہیں آتی۔ چنانچہ میں نے اپنا پڑاؤ ایک پُل پر لگایا ہے جو میری طرح تنہا بھی ہے اور ہنگامہ پرور بھی۔ تنہا یوں کہ اکیلا ہے، ایک ہے اور بے جان ہے۔ ہنگامہ پرور یوں کہ اس کے آس پاس بہت سے ہنگامے ہوتے رہتے ہیں۔ یہ قدیم روما کا سب سے مشہور پُل ہے۔ انگریزی میں اس کا نام وہی انگریزی قسم کا ہے، یعنی ٹائبر بینک۔ جب عیسائیت نے زور پکڑا تو اس کا نام سینٹ انجلو کا پُل رکھ دیا گیا کیونکہ اس کے پیچھے سینٹ انجلو کے نام سے ایک عظیم الشان قلعہ بنا ہوا ہے۔ مگر اصل میں ایسے مقامات کے نام کوئی نہیں ہوتے جیسے دنیا کا کوئی نام نہیں ہے، زندگی کا کوئی نام نہیں ہے۔

میں تقریباً روز یہاں آتا ہوں اور یہ جو اُلٹے ہاتھ کو دریا کے کنارے دیوار بنی ہوئی ہے، اِس پر دریا کی طرف پاؤں لٹکا کر بیٹھ جاتا ہوں۔ پیچھے درختوں کا سایہ ہے جو دھوپ کی شدت سے محفوظ رکھتے ہیں۔ سامنے

وے رہے ہے جو ماضی کا بائیسکوپ دکھاتا ہے۔

اس جگہ کا نام ہے: کیپیٹول (کے پی ٹول)۔ یہی نام آپ نے امریکی صدر مقام واشنگٹن کے سلسلے میں بار بار سُنا ہوگا۔ وہاں کیپیٹول نامی ایک گنبد والی عمارت ہے جہاں امریکی مقننہ یعنی سینٹ یعنی سنات بیٹھتی ہے۔ بقول امریکیوں کے: آج دُنیا کا سب سے اہم مقام کیپیٹول ہے۔ یہ لفظ بھی سنات کی طرح اٹلی سے امریکہ لے جایا گیا ہے۔ بہر حال ہم کو اس سے کیا غرض کہ کون کہاں سے کیا لے گیا ہے اور پھر اسے کس طرح اپنالیا؟ خود ہماری ہزار ہا کتابیں لندن کے کتب خانوں میں مقید ہیں جن کے بَل پر یورپین مستشرقین آج تک مشرقی علوم میں اپنی مہارت کی دھونس جھاڑتے ہیں۔

آپ کو معلوم ہے یا شاید معلوم نہیں کہ روم سات پہاڑوں پر بنا ہوا ہے۔ اب وہ پہاڑیاں سڑکوں کے اُتار چڑھاؤ میں بدل گئی ہیں اور کہیں کہیں محسوس ہو جاتا ہے کہ: ہاں! ''روم ایک دن میں نہیں بنا''۔ یہ عمارت بھی ان سات میں سے ایک پہاڑی پر واقع ہے۔ قدیم زمانے میں یہ سیاسی اور مذہبی مرکز کا درجہ رکھتی تھی۔ اب سیاحوں کی زیارت گاہ ہے۔ اس جگہ سے بڑی بڑی یادیں وابستہ ہیں۔ ایک رومی حاکم ٹائرس گراچس ۱۳۳ قبل مسیح میں اسی مقام پر قتل کئے گئے تھے۔ یہ سامنے مندر ہے۔ مندر یا عبادت گاہیں، ان کے زینے ملاحظہ کیجیے۔ یہ سب اس وقت بنے ہیں جب رومۃ الکبریٰ کا زوال شروع ہو چکا تھا۔ زوال پذیر قوم اپنے عروج کو نہ بھولی اور عروج حاصل کرنے میں ناکام ہوتے ہوتے اس کی یادگاریں قائم ہوتی گئیں۔ کیپیٹول قدیم رومۃ الکبریٰ کی نشانی نہیں، بلکہ ان جمہوری روایات کی یادگار ہے جو قدیم رومنوں نے قائم کی تھیں۔ سنہ پندرہ سو بیس میں اس کے حصار ٹوٹ گئے تھے اور مدتوں یہ بے ترتیب پڑی رہی۔ یہاں تک کہ مشہور مصور اور معمار مائیکل انجلو نے اس کی ترتیبِ نو اور تزئین کا منصوبہ بنایا۔

آپ روم سے اُکتا گئے ہوں گے، میں نہیں اُکتایا، بلکہ ابھی تو اصلی یعنی پرانا روم شروع ہی نہیں ہوا۔ لیکن چلیے ذرا روم سے باہر بھی ہو آئیں کیونکہ اٹلی صرف روم ہی نہیں ہے، حالانکہ یہ بھی درست ہے۔ کم از کم ہمارے لیے اٹلی روم کے بغیر کچھ نہیں۔

اب آدمی روم سے پہلے کہاں جائے۔ وینس خوب صورت اور قدیم شہر ہے جو پانی پر بنا ہوا ہے۔ یعنی جس کے گرد پانی ہے جہاں سڑکیں نہیں ہیں بلکہ سڑکوں کی جگہ چھوٹی چھوٹی نہریں ہیں۔ یا نیپلز، وہ بندرگاہ جس کے بارے میں ملاح اور سیاح طرح طرح کی کہانیاں ساتھ لاتے ہیں۔ یا سسلی چلیے گا۔ سسلی جس کا عربی نام صیقلہ ہے۔ جزیرہ صیقلہ جہاں پہاڑوں کے بیچ قدرت نے نیلے نیلے چشمے بنا رکھے ہیں اور جو سیاحوں کی جنت کہلاتا ہے۔ شاید آپ ''میلان'' جانا پسند نہیں کریں گے کیونکہ وہ ایک صنعتی شہر ہے جو جدید ہے اور اٹلی کا تجارتی اور صنعتی مرکز ہے۔ یوں بھی وہ شمال میں ہے اور اطالوی تاریخ اور حسن کے خزانے جنوب مغرب میں بکھرے ہوئے ہیں۔

یہ پومپی اِی ہے جسے انگریزی دان پومپی آئی کہتے ہیں۔ پومپی آئی نیپلز کے ساتھ ہے، بلکہ نیپلز میں ہے۔ لیکن:

ع ہر چند کہیں کہ ہے، نہیں ہے

یہ ایک عظیم اور خوشحال شہر تھا، جو اجڑ چکا ہے، بکھر چکا ہے، ختم ہو چکا ہے اور شاید ابھی زندہ ہے۔ کئی سو برس ہوئے جب ایک قہرِ خداوندی نازل ہوا، ایک زلزلہ آیا اور پورا شہر زیرِ زمین چلا گیا۔ پومپی آئی، جسے دیکھنے یورپ ہی نہیں ایشیا تک زائرین جوق در جوق آتے تھے، لمحے بھر میں ختم ہو گئے۔ اس کے مکان کھنڈر بن گئے اور مکین کھنڈروں میں دفن ہو گئے۔

مجھے یہاں بابل کے کھنڈر یاد نہیں آئے۔ ان کی عظمت زیرِ زمین نہیں گئی تھی، بلکہ ان کو آسمان کھا گیا تھا۔ لیکن پومپی آئی کو زمین نے ہضم کیا اور اس طرح کہ آج تک ہزاروں ماہرینِ آثارِ قدیمہ کی کوشش کے باوجود پورے شہر کو اُگلنے پر تیار نہیں ہے۔

بچو! دوستو! بزرگو! افسرو! حاکمو! اللہ کی گرفت بہت سخت ہوتی ہے۔ یہ کھنڈر جو بائیں ہاتھ کو چلے گئے ہیں، نہ جانے کن کن اُمرائے عظام کے مسکن ہوں گے۔ انھی محلوں میں ہائی پالیٹکس بھی ہوتی تھی۔ شہزادے، وزراء، فوجی افسر ایک دوسرے کے موافق اور خلاف سازشیں کرتے تھے، پرمٹ بانٹتے تھے، عہدے تقسیم کرتے

تھے، بادشاہوں کو بنانے اور بگاڑنے کے چکر میں مبتلا رہتے تھے۔

اور اب وہ سب کھنڈر ہیں، خاک ہیں، خاک اور پتھر، جن کا عام اور مشہور نام، عبرت ہے اور جسے میں اس کی عمومیت کے باوجود بار بار دہراتا ہوں، مگر سننے والے نہیں سنتے، سمجھنے والے نہیں سمجھتے، اور اگر سمجھتے ہیں تو خدا سے ڈرنے کی بجائے غصے میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور یہ تو آپ نے بھی سُنا ہے کہ غصّے سے نزلہ پیدا ہوتا ہے اور نزلے کے بارے میں سب حکیم ڈاکٹر جانتے ہیں کہ وہ کسی نہ کسی پر گر کر رہتا ہے۔

چنانچہ پومپی آئی سے جلد باہر نکل جائیے مبادا آپ کو عبرت کی بجائے غصہ آ جائے، جس سے نزلہ پیدا ہو کر کسی عضوِ ضعیف پر گر جائے۔ کچھ ہی مدّت بعد نہ آپ رہیں گے نہ آپ کا غصہ، نہ آپ کا نزلہ، نہ عضوِ ضعیف، بلکہ سب پومپی آئی بن جائیں گے، سب کھنڈر ہو کر رہ جائیں گے، سب کا نام بدل جائے گا اور سب کو ایک ہی نام سے یاد کیا جائے گا اور نام وہی پُرانا نام ہے، تاریخ!

(دنیا میرے آگے)

مشق

ا۔ سوالات کے جوابات لکھیں۔

(أ) مصنف نے کن کن اطالوی کھانوں کا ذکر کیا ہے؟
(ب) پیزا کیسے تیار کیا جاتا ہے؟
(ج) اطالوی، کھانے کے بعد قیلولہ کیوں کرتے ہیں؟
(د) مایکل انجلو کون تھا؟
(ہ) اس سفرنامے میں جن اطالوی شہروں کا ذکر ہے اُن کے نام لکھیں۔
(و) پومپی آئی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟